Vol.5 No. 2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

اسلام کا یکساں نظامِ زکوٰۃ اور اس کے اصول و فوائد

UNANIFORMATY OF ZAKAWT SYSTEM IN ISLAM AND ITS BENIFITS

*** محمد اشفاق خان**

پی ایچ ڈی سکالر یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور

**** ڈاکٹر حسن شکیل شاہ**

ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اسلامی فکر و تہذیب یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی

ABSTRACT:

Introduction Zakat is an important religious duty and it is also an act of worship and the third most important of the basic tenets of Islam. Prayer and Zakat are mentioned together in 27 places in the Holy Quran. Zakat is also a financial act of worship and it is a part of society for the poor which is prescribed by Allah Almighty for the wealthy people. It is the duty of the rich man to determine from the wealth of the rich that the rich have no right to the poor. Rather, the rich man should be thankful that Allah Almighty gave him wealth and provided for the welfare of the poor and the needy and the needy. Allah Almighty created the universe and bestowed upon man the honor of the noblest of creatures and then divided mankind into different classes and made each class obligated to its proper commands. If all the people of the world were from the same class, then this system of beauty of the world would not be running smoothly. Allah Almighty, by His wisdom, placed each class on a particular path and placed the other class on another path, and in fulfilling the needs of each one, He placed it above the other, thus establishing the connection of each class with the other. The wind and the fulfillment of the needs established a system of cooperation and love, from which the pacifist order of the universe is still alive today. When Allah Almighty on the one hand created the class of the rich and the rich, on the other hand He also created the class of the poor and the needy. The poor and educated that your eyes should be on your Creator instead of wealth and riches which is the pleasure of all. Will say in the same way, Allaah has entrusted the wealthy with the right to the poor in your wealth, and it is your religious and moral duty to provide them with the house. It has also been determined that meeting the needs of the poor is a religious duty of the rich, and the fulfillment of this duty has been perfected and spent by Allah Almighty. And the beggars, as trustees, to convey to them the right of the poor out of the wealth given to them by Allaah, and these poor people are as respectable to the rich as respecting the mosque for performing the obligatory prayers. Is required in this way, the poor are also respected because they are the solution to the obligation of Zakat. Zakat is one of the third most important pillars of Islam, as evidenced by the text of the Quran. Uniform means paying Zakat in the same way.

Keywords: *Zakawt System, Unaniformaty of Zakawt, Social benefits of Zakawt.*

2۔ تعارف موضوع (Introduction)

زکوٰۃ ایک اہم دینی فریضہ اور عبادت بھی ہے اور اسلام کے بنیادی ارکان میں سے تیسرا اہم رکن بھی۔

قرآن مجید میں 27 مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کو ایک ساتھ ذکر کیا گیا ہے اقامت صلوٰۃ کی طرح ایتاء زکوٰۃ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی خاص علامت قرار دیا ہے اور اس پر دینی اخوت کا مدار رکھا ہے۔

زکوٰۃ ایک مالی عبادت بھی ہے اور یہ معاشرے میں غریبوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے متعین کردہ حصہ بھی ہے جو امیر لوگوں کے ذمہ میں ان کے مالوں پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے متعین ہے۔

اغنیا کی ذمہ داری من جانب اللہ متعین ہے کہ اپنے مالوں میں سے غریبوں کو ان کا حق پہنچائیں یہ کوئی امیر کا غریب کے لیے احسان نہیں ہے۔ بلکہ امیر کو اس بات کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مال دیکر نوازا اور غریبوں اور ضرورت مندوں کی کفالت اور حاجتِ روائی کا سامان اس کے ہاتھ سے مہیا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو پیدا کیا اور ان میں انسان کو اشرف المخلوقات کے اعزاز سے نوازا اور پھر انسانوں کو بھی مختلف طبقات میں تقسیم کیا اور ہر ایک طبقہ کو اس کے مناسب احکامات کا مکلف بنایا۔ اگر دنیا کے سارے انسان ایک ہی طبقہ سے ہوتے تو دنیا کا یہ نظام حسن یوں رواں دواں نہ ہوتا۔

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے ہر ایک طبقہ کو ایک خاص نہج پر رکھا اور دوسرے طبقہ کو دوسری نہج پر رکھا اور ہر ایک کی ضرورتوں کی تکمیل میں اس کو دوسرے کا محتاج رکھا اس طرح ہر ایک طبقہ کا دوسرے سے ربط و تعلق بھی قائم ہوا اور ضرورتوں کی تکمیل باہم تعاون اور الفت و مودت کا نظم قائم کیا جس سے کائنات کا یہ حسین نظم آج تک رواں دواں ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے ایک طرف اصحاب ثروت اور اغنیاء کا طبقہ پیدا کیا تو دوسری طرف فقراء اور مساکین کا طبقہ بھی پیدا فرمایا۔

فقراء کو تعلیم دی کہ تمہاری نگاہ مال اور مالدار کے بجائے اپنے خالق پر ہونی چاہیے جو سب کا رازق ہے اگر کہیں موقعہ فاقہ کا آ گیا تو مخلوق سے سوال نہ کرو بیش دن کے صبر سے رب تعالیٰ ایک سال کے رزق حلال کا بندوبست فرمائے گا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مالدار کے ذمہ لگایا کہ تمہارے مالوں میں میں نے فقراء کا حق متعین کیا ہے اور ان تک یہ حق پہنچانا آپ کا دینی اور اخلاقی فریضہ ہے ان کے حق کو میں نے آپ کے مالوں میں خود متعین کیا ہے اور کتنی مقدار دینی ہے یہ بھی متعین کیا ہے اور فقراء کی ضرورت کو پورا کرنا اغنیاء کا دینی فرض قرار دیا ہے اور اس کے فرض کی ادائیگی کا محل و مصرف اللہ تعالیٰ نے فقراء کو بنایا اور ان کا حق بھی خود مقرر کیا اس میں احسان والی بات ہی ختم ہو گئی اور اغنیاء بطور امین کے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے فقراء کا طے کردہ حق ان تک پہنچائیں اور یہ فقراء اغنیاء کے لیے اس طرح قابلِ احترام ہیں جس طرح فریضہ نماز کی ادائیگی کا عمل ہونے کی وجہ سے مسجد کا احترام لازم ہے۔ اس طرح فقراء بھی قابلِ احترام ہیں کیونکہ وہ فریضہ زکوۃ کے محل و معرف ہیں۔

زکوۃ کا ثبوت قرآن کی نص قطعی سے ثابت ہے۔ یکساں سے مراد ایک طرز پر زکوۃ کی ادائیگی مراد ہے کہ حکومت ایک نظم کے ماتحت غنی لوگوں سے زکوۃ کو وصول کرے اور غرباء اور مساکین کو ان کا حق پہنچائے جو ریاست مدینہ کا نظم تھا۔

شریعت مطہرہ میں زکوۃ کی اہمیت کا اندازہ تنہا اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضور ﷺ کے وصال کے بعد سرزمین عرب میں ہر طرف فتنے سر اٹھانے لگے جن سے اسلامی ریاست کو نازک ترین صورتِ حال اور بحران کا سامنا کرنا پڑا تو اپنی سنگینی کے اعتبار سے بڑا چیلنج منکرین زکوۃ کا بھی تھا۔ اسلامی تاریخ کے اس انتہائی نازک مقام پر بھی (Critical juncture) سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان جہاد کیا یہاں تک کہ وہ سب لوگ مطیع ہو گئے یا تہ و تیغ نہ ہوئے۔ ان کی تلوار اس وقت تک نیام میں نہ آئی۔

آپ نے فرمایا واللہ

وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَإِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللهِ لَوْ مَنَعُوْنِىْ عَقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺلَقَاتَلْتُهُمْ۔

”اللہ کی قسم! میں اس شخص سے جہاد کروں گا جس نے نماز اور زکوۃ کے درمیان تفریق ڈالی، زکوۃ تو مال کا حق ہے۔ واللہ! اگر انہوں نے ایک رسی بھی روکی جو وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیتے تھے تو اس کے نہ دینے کی وجہ سے ان سے جنگ کروں گا۔“

اس طرح زکوۃ نہ ادا کرنے والوں یا کوتاہی کرنے والوں کو دردناک عذاب کی وعید بھی قرآن مجید کی نص قطعی میں ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (1)

”اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو، ایک دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا لو اب اپنی جمع کی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔“

زکوۃ کی لغوی و شرعی توضیح:

ابن فارس نے لکھا ہے زاء، اور حرف معتل دراصل یہ کلمات کسی چیز کی زیادت اور نمو پر دلالت کرتے ہیں (2) لغوی اعتبار سے زکوۃ دو معنوں کا حامل ہے۔ اس کا ایک معنی پاکیزگی، طہارت اور پاک صاف ہونے یا کرنے کا ہے اور دوسرا معنی نشو و نما اور بلادگی کا ہے جس میں کسی چیز کے بڑھنے، پھلنے، پھولنے اور فروغ پانے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ زکوۃ کے پہلے معنی کی وضاحت میں جو پاکیزگی و طہارت پر دلالت کرتا ہے قرآن مجید کے نص قطعی سے بھی اسی طرح کے معنی و مفہوم ہوتے ہیں۔

منجد۔ حرف ز حوالہ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No. 2 2022

قرآنِ حکیم کا یہ ارشاد محلِ غوروفکر ہے:

قَد اَفلَحَ مَنْ زَكّٰھَا وَقَدْخَابَ مَنْ دَسّٰھَا۔(3)

"تحقیق جس نے تزکیہ نفس کیا وہ کامیاب ہوا اور جو معصیت میں مبتلا ہوا وہ غائب وخاسر ہوا۔"

اس آیہ کریمہ میں دنیوی واخروی کامیابی کے لیے طہارت وتزکیہ نفس کا جو تصور پیش کیا گیا ہے اسے مدنظر رکھنے سے زکوٰۃ کا اطلاق راہ خدا میں خرچ کیے جانے والے اس مال پر ہوتا ہے جو دولت کو ہر قسم کی آلائشوں سے پاک وصاف کر دیتا ہے۔

زکوٰۃ کا دوسرا مفہوم نشوونما پانے، بڑھنے اور پھلنے پھولنے کا ہے۔ جیسے وہ کھیتی جو بہت بڑھ رہی ہو اور پھل پھول رہی ہو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے:

زَکَاالزَّرعُ "کھیتی نے نشوونما پائی "

المنجد القاموس لغتہ باب ز

اس مفہوم کو پیش نظر رکھیں تو زکوٰۃ کے لفظ کا اطلاق اس مال پر ہوتا ہے جسے خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے اس میں کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ وہ خدا کا فضل اور برکت شامل ہونے کی وجہ سے بڑھتا رہتا ہے۔

یہ بات ذہن میں مستحضر رہے کہ فی نفسہ مال ودولت میں کوئی برائی نہیں اور امیر وغریب ہونا بذات خود کوئی شرف وفضیلت یا تحقیر کی بات نہیں۔ یہ مال ودولت کا استعمال یا عدم استعمال ہے جو اس کی قدر وقیمت اور اہمیت ومعنویت کو متعین کرتا ہے۔ اس کی مثال پانی کی سی ہے جو اگر کسی جگہ جمع ہو کر دیر تک کھڑا رہے اور اس کے نکاس کا کوئی اہتمام وبندوبست نہ ہو تو اس میں تعفن پیدا ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ پانی جو صاف وشفاف ہونے کی صورت میں انسان کے لیے حیات بخش اور صحت افزا تھا متعفن ہونے کی وجہ سے بیماری کا گھر اور موت کا سامان بن جاتا ہے پانی کو صاف وشفاف اور تعفن سے پاک رکھنے کا صرف ایک طریقہ ہے کہ وہ ایک جگہ زیادہ دیر جمع نہ ہو اور اسکے نکاس کا خاطر خواہ بندوبست ہو تا رہے۔ اس اعتبار سے زکوٰۃ، مال ودولت اور سرمائے کے لیے گردش اور نکاس کا درجہ رکھتی ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو زرومال کو ایک جگہ بغیر خرچ کیے جمع رہنے سے باز رکھتا ہے۔ اس طرح سال میں ایک بار ادا کی ہوئی زکوٰۃ، مال ودولت کو چند ہاتھوں میں مرتکز نہیں ہونے دیتی اور اس گردشِ زر سے سرمائے کا چشمہ صافی تکدر آشنا نہیں ہونے پاتا۔

زکوٰۃ اپنے مفہوم کے اعتبار سے وہ میل کچیل ہے جسے نکال دیا جائے تو دولت آلودگی سے پاک وصاف ہو جاتی ہے۔ یہ صرف ان مستحقین کا حق ہے جس کی تفصیل صراحت کے ساتھ قرآن وحدیث اور کتب فقہ میں بیان کر دی گئی ہے۔ زکوٰۃ کا حق حقوق العباد کے زمرے میں آتا ہے۔ اگر اسے صحیح طریقہ اور جگہ پر استعمال کیا جائے تو اس کی یہ ادائیگی اتنی بڑی نیکی ہے جس سے بے شمار برکتیں پیدا ہوتی ہے اور دینے والے کا مال بجائے گھٹنے کے بڑھتا رہتا ہے۔

حقوق العباد ہونے کے ناطے زکوٰۃ اگر ایک طرف بندوں کا حق ہے تو دوسری طرف یہ خالق کا بھی حق ہے۔ اس کی عدم ادائیگی سے جہاں ایک طرف بندوں کے حق کو ٹھکرایا جاتا ہے وہاں لامحالہ خالق کے حق کو ٹھکرائے جانے یعنی حکم عدولی کا پہلو بھی نکلتا ہے۔

زکوٰۃ سن 2 ھ میں فرض ہوئی ہے۔ قرآن مجید میں بہت سارے پر نماز اور زکوٰۃ کو ایک ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور بعض جگہ پر انفرادی بھی اس کا ذکر کیا۔ اقامت صلوٰۃ کی طرح ایتاء زکوٰۃ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی خاص علامت قرار دیا ہے اور اس پر دینی اخوت کا مدار رکھا ہے اور جس طرح نماز اصلی میں اجتماعی عمل کو چاہتی ہے اس طرح زکوٰۃ بھی معاشرے میں ایک اجتماعی نظم کو چاہتی ہے۔ اور اصلاً بھی ان دونوں نماز اور زکوٰۃ کا منشاء اور مشروعیت بھی اجماعیت چاہتی ہے۔

بنیادی طور پر اسلامی ریاست میں اقامت دین بنیادی مسئلہ ہے اور اقامت دین میں اقامت نماز اور اقامت زکوٰۃ بھی اجتماعی نظم چاہتا ہے۔ کیونکہ ان دونوں میں حقوق اللہ، حقوق العباد، اجتماعی نظم سے متعلق ہیں= بہترین معاشی نظم، بہترین معاشرتی اخوت اور حقوق فرائض کی ادائیگی کا کمال نظم اجتماعی نظم میں موجود ہے۔

انفرادی طور پر بھی قرآن مجید سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم متعدد مقامات پر دیا گیا۔

وَاٰتُوْا الزَّکٰوۃَ(4)

"زکوٰۃ ادا کرو"۔

Vol.5 No. 2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اور دوسری جگہ آپ ﷺ کو فرمایا کہ ان مالداروں کے مال سے زکوٰۃ کو وصول کرو اور فقراء کو دو۔

اور فرمایا خُذ مِن اَمْوَالِهِمْ صَدَقَة(5)"ان کے مالوں سے آپ صدقہ لیجئے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا کہ زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دو فرمایا

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوْا اللهَ قَرْضًا حَسَنًا(6)

زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دو"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے زکوٰۃ دینے والے کی حوصلہ افزائی کی کہ آپ کا یہ زکوٰۃ ادا کرنا اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دینا ہے اور اس حسین قرض کا کتنا مقام عطا کریں گے وہ اللہ کی خاص نشانی ہے۔

زکوٰۃ کا شرعی حکم

زکوٰۃ فرض ہے دین اسلام کا تیسرا اہم رکن ہے اور قرآن مجید میں متعدد مقامات پر قطعی آیات میں اس کا ثبوت ہے۔ اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے اور دین اسلام سے خارج ہے۔ اور زکوٰۃ کو فرض مانتے ہوئے اس کو ادا نہ کرنے والا فاسق وفاجر ہے اور عند اللہ مواخذہ کے قابل ہے۔ اسلامی نظم حکومت جبراً اس سے زکوٰۃ وصول کرنے کا حق رکھتی ہے۔ زکوٰۃ کی روح اصل میں خوف خدا اور اس کی اطاعت اور رضاء جوئی ہے زکوٰۃ کی ادائیگی کا انسان پر نفسیاتی اثر ہوتا ہے۔

اسلامی حکومت کے فرائض منصبی:

قرآن حکیم نے اسلامی ریاست کے صاحبانِ اقتدار و اختیار کے فرائض منصبی گنواتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوْا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ(7)

)یہ اہلِ حق) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دے دیں (تو) وہ نماز (کا نظام) قائم کریں اور زکوٰۃ کی ادائیگی (کا انتظام) کریں اور (پورے معاشرے میں نیکی اور) بھلائی کا حکم کریں اور (لوگوں کو) برائی سے روک دیں، اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

آیہ مذکورہ کی رو سے حکومتِ اسلامیہ کے قیام کے چار بنیادی مقاصد بالترتیب درج ذیل ہیں:

اقامت الصلوٰۃ ایتائے زکوٰۃ امر بالمعروف نہی عن المنکر

اس سے واضح ہوا کہ جب حکام منصبِ حکومت پر متمکن ہوں اور زمام اقتدار سنبھال لیں تو ان کے لیے لازمی ہے کہ وہ اسلامی معاشرے میں نظامِ صلوٰۃ کا اجتماعی نفاذ برپا کرنے کے بعد نظام زکوٰۃ کا قیام عمل میں لائیں۔ ایسا کر لینے کے بعد ہی اسلامی ریاست کے اربابِ اختیار پر تیسرا اور چوتھا فریضہ یعنی افراد معاشرہ کے افراد کو معروف (نیکی) کا حکم دینا اور (منکر) برائی سے روکنا عائد کیا گیا ہے۔

اسلامی ہئیتِ اقتدار اس قوت نافذہ کا نام ہے جس کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسا ماحول پیدا کرے اور افراد کو ایسے مواعق فراہم کرے جس سے معاشرے میں ایک طرف اچھائیوں اور نیک کاموں کو فروغ ملے، تو دوسری طرف افعال قبیحہ و مذمومہ کا سدّباب اور حوصلہ شکنی ہو۔

خلیفۃ المسلمین حضرت ابو بکر حضرت صدیقؓ نے جب اقتدار سنبھالا تو دینی احکامات کو قوت نافذہ کے طور پر عملاً نافذ کیا اور خاص کر منکرین زکوٰۃ اور حکومت کو زکوٰۃ نہ دینے والوں کو بطور خاص مطیع کیا اور اعلان جہاد فرمایا۔

وَاللهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللهِ لَوْ مَنَعُوْنِىْ عَقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ۔

"اللہ کی قسم! میں اس شخص سے جہاد کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق ڈالی، زکوٰۃ تو مال کا حق ہے۔ واللہ! اگر انہوں نے ایک رسی بھی روکی جو وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیتے تھے تو اس کے نہ دینے کی وجہ سے ان سے جنگ کروں گا۔"

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اس طرح ایسے راست ہموار ہوتے رہیں گے جن پر چل کر لوگوں کی اخلاقی، مذہبی اور روحانی زندگی روبہ اصلاح ہو جائے گی اور برائیوں کا از خود قلع قمع ہوتا جائے گا۔ محض زبانی تبلیغ کرتے رہنا اسلامی ہیئت حاکمہ کے لیے کافی نہ ہوگا۔ اس لیے کہ جب تک ان بنیادی محرکات اور اسباب کو جن سے برائی کو فروغ پانے کے مواقع ملتے ہیں، جڑ سے نہ اکھاڑ دیا جائے کسی بھی انسانی معاشرے کی اصلاح و تطہیر کا عملی نفاذ ممکن نہیں۔

اس لیے اسلامی حکومت کی اولین ذمہ داری ہے کہ اس کا نفاذ قرار پایا تاکہ اسلامی معاشرے کی روحانی ضرورتوں کی تکمیل ہو سکے۔ اس کے باوصف چونکہ زکوٰۃ کا تعلق اقتصادیات سے ہے، یہ اسلام کے اقتصادی نظام میں ریڑھ کی ہدی عی حیثیت رکھتا ہے۔ ایتائے زکوٰۃ کے حکم کے پیچھے یہ فلسفہ کار فرما ہے کہ اسلامی حکومت و پورے معاشرے کو ایسا اقتصادی و معاشی نظام، طرزِ زندگی اور سماجی ڈھانچہ مہیا کرے جس سے حرام کمائی کے راتے مسدود ہو جائیں اور رزقِ حلال کے دروازے کھلتے چلے جائیں۔ اس لیے شریعت مطہرہ نے ہر صاحبِ مال پر یہ فریضہ عائد کیا کہ وہ سالانہ بنیادی پر اپنے جمع شدہ اموال پر اڑھائی فی صد کے حساب سے مال نکال کر اجتماعی طور پر حکومت کے بیت المال میں جمع کرا دے تاکہ وہ اسے معاشرے کے نادہند اور محتاج افراد کی ضروریات پوری کرنے پر صرف کر سکے۔ اس شرح سے اگر سب اہل ثروت اور متمول افراد اپنے سال بھر کے اندوختہ وزر و مال سے اپنا اپنا حصہ نکالتے رہیں تو اس طرح نہ صرف ان کی کمائی حلال اور ان کا مال و متاع آلائشوں سے پاک و صاف ہو جائے گا بلکہ معاشرے میں پائی جانے والی معاشی ناہمواریاں بھی از خود دور ہوتی رہیں گی۔ اگر یہ سوچ افرادِ معاشرہ کے قلوب و اذہان میں جاگزیں ہو جائے تو پوری زندگی میں میں حلال و حرام کی حدیں متعین ہو جائیں گی اور اجتماعی حیات کے احوال و معاملات سنور جائیں گے۔

نظامِ صلوٰۃ اور نظامِ زکوٰۃ کا قیام اسلام کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔ ایک سے انسان کی روحانی ضرورتوں کی تکمیل ہوتی ہے تو دوسرے سے اس کی ماڈی ضرورتوں کی کفالت کی ضمانت میسر آتی ہے۔ ایک اسلامی معاشرہ افراد کی روحانی اور مادی تقاضوں کی تکمیل کے بعد ہی جنم لیتا ہے جس کے نتیجے میں نیکیوں اور اچھائیوں کو فروغ ملتا ہے اور اس کے اندر پائی جانے والی برائیوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ اس نکتہ کو ذہن نشین کرنے کے لیے کہ اسلامی نظام کے امر بالمعروف کا تعلق نصامِ صلوٰۃ سے اور نہی عن المنکر، کا تعلق نظام زکوٰۃ سے ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسلام کے روحانی نظام کے نافذ کرنے سے نیکیوں کو فروغ ملتا ہے جب کہ اس کے اقتصادی نظام کا نفاذ برائیوں کو جڑ سے کاٹنے کا موجب بنتا ہے اگر اسلام کا اقتصادی نظام مفقود ہو تو غیر متوازن معیشت کے مضر اثرات پورے معاشرے پر مرتب ہوں گے اور دولت چند ہاتھوں میں سمٹ جانے کی وجہ سے ارتکازِ زر کا رجحان فروغ پذیر ہوگا جس سے معاشرے میں برائیاں جنم لینے لگیں گی اور ایسی راہیں کھل جائیں گی جو فسق و فجور کی زندگی پر منتج ہوں گی۔ بندہ خالق کے مابین تعلق عبودیت پیدا کر دینا اسلام کا اولین تقاضا ہے جو انسانی زندگی میں رروحانی نظام کے نفاذ کو مستلزم ہے، اس لیے کہ جب تک انسانوں کے اندر خدا اور رسول ﷺ کے ساتھ محبت، للّٰہیت اور اخلاص کی بناء پر تعلق پیدا نہیں ہوگا ان میں ایثار و قربانی کی زندگی اپنانے کا محرک اور میلانِ طبع ناپید رہے گا۔ روحانیت کا مطمع نظر یہ ہے کہ بندے کا اپنے مولا سے تعلق اتنا پختہ اور محکم ہو جائے کہ اس کی زندگی کا محور اس کی رضا کا حصول بن کر رہ جائے۔ جب یہ مقصد ہمہ وقت بندے کے پیشِ نظر رہے تو پھر وہ اپنی ذہنی تسکین اور مادی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے بے لگام نہیں ہوگا اور رضائے خداوندی کے تابع ہونے کے بعد وہ اپنی دولت غلط کاموں پر خرچ نہیں کرے گا۔ یہی سبب تھا کہ اسلام نے سب سے پہلے روحانی ضرورتوں کی بات کی اور روحانی تقاضوں کی تکمیل کو اولیت دی تاکہ انسان صحیح معنوں میں انسانیت کے منصب پر فائز ہو جائے اور اس کے پاس دولت کی بہتات کہیں اسے فرعون و قارون کے مقام پر نہ گرا دے۔ فرعون و قاروون دونوں نے ایسے بے خدا نظام کے علمبردار تھے جس کی اساس تعلق باللہ کا فقدان اور مادی دولت و قوت کی کثرت پر تھی۔

اگر بندے کا اپنے خلق کے ساتھ تعلق بالاخلاص استوار نہ ہو تو پھر اس کے اندر یہ سوچ سرایت کر جاتی ہے کہ اس کی کمائی ہوئی دولت اس کی محنت، قابلیت اور ذاتی استعداد کا نتیجہ ہے اس لیے وہ اسے خدا کی راہ میں کیوں دے؟ اس کے برعکس تعلق مع اللہ سے بندے کی سوچ کا رُخ یہ ہو جاتا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے خدا کی عطا ہے۔ وہ اپنی ساری پونجی اور مال و متاع کو اپنے خالق و مالک کی دین سمجھت ہے اور اس کا عقیدہ یہ بن جاتا ہے کہ جب تک میرا رب مجھ سے راضی ہے یہ ساری نعمتیں میرے پاس رہیں گی اور اگر وہ انہیں چھین لینا چاہے تو میرے دائرہ اختیار میں کچھ بھی نہ رہے گا۔ اس عقیدے کی بناء پر وہ بندہ خدا کی رضا کو برقرار رکھنے کے لیے اس کی راہ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا اپنا شعارِ حیات بنا لیتا ہے کہ اس طرح وہ اللہ کی نعمتوں کا حق دار اور سزاوار ٹھہرتا ہے۔ یہی سوچ کا فرق ہے جس سے اس کی زندگی کا رُخ یکسر تبدیل ہو کر رہ جاتا ہے۔

اس ساری بحث کا لب لباب یہ ہے کہ شروع میں درج کردہ آیہ کریمہ میں اسلامی حکومت کے جو چار بنیادی فرائض بیان کیے گئے ہیں ان میں دوسرا فریضہ نظامِ زکوٰۃ کا قیام ہے جس کے بغیر کسی بھی اسلامی سلطنت کا تشخص برقرار نہیں رہ سکتا۔ اگر کوئی ریاست اسلامکے نام پر وجود میں آتی ہے تو اس کے لیے لازمی ہے کہ وہ اسلام کے اقتصادی نظام کے نفاذ کو نظام زکوٰۃ سے محقق کرے۔ اگر وہ اس بنیادی فریضے سے پہلو تہی کرتی ہے تو اس حکومت کے اسلامی ہونے کا دعویٰ محل نظر ہے۔

اسلام میں جہاں قیام صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور بالادستی کو قائم کرنے کا حکومتی تقاضوں کا اہم حصہ ہے بعینہ نظام زکوٰۃ کے نفاذ کو مکمل اور عملی شکل میں ہر عام و خاص کے لیے قائم کرنا حکومتی اور معاشرتی مفادات اسلامیہ و عامہ کی رروح ہے۔ زکوٰۃ کے یکساں نظام کو عملی طور پر نافذ کرنے کی اہمیت و افادیت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس سے حکومت کی بے جا ٹیکس کے نفاذ سے جان چھوٹ سکتی ہے اور ملکی مفاد عامہ میں جائز طریقہ سے مال کی وصولی کے نظام کو مضبوط بنایا جا سکتا ہے اور ٹیکس چوری کا خاتمہ بھی ممکن ہو سکتا ہے جس سے ملکی معیشت میں ایکسپورٹ اور امپورٹ کا نظام مستحکم ہو سکتا ہے کیونکہ جب زکوٰۃ کی وصولی ایک اسلامی اور دینی جزبہ کے تحت مسلمانوں سے اور خراج اور جزیہ کی وصولی تمام غیر مسلم سے ملکی مفاد عامہ اور رفاع عامہ کے پیش نظر یکساں نظام زکوٰۃ سے حکومتی سرپرستی میں دیانت دار اہل

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کاروں کے ذریعہ کی جائے تو ملک کے صاحب ثروت اور مقتدر شخصیات کا ملک سے باہر انویسٹمنٹ کرنے کے رجحان میں قابل قدر کمی آئے گی اور ٹیکسوں کے بے جا نفاذ کے خاتمے سے دینی اور اسلامی جزبہ کے تحت اپنے ہی ملک و قوم کی خدمت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گا اور لوگ ٹیکس کی بجائے یکساں نظام زکوۃ کے نفاذ کی برکت سے اپنی زکوۃ کی خطیر رقموں سے نہ صرف مستحقین تک اپنے صدقات پہنچائیں گے بلکہ ملکی اخراجات اپنی حلال کی تجارتوں کے نفع سے جو ٹیکسوں کے بوجھ سے پاک ہوں گی از خود حصہ ڈالیں گے اور حقیقی شہری کا ثبوت دیں گے۔ جس سے خیر و برکت ہوتی ہے خلافت راشدہ کا نظام زکوۃ تھا کہ ہمارے لیے رول ماڈل کی حیثیت ہے۔

یکساں نظام زکوۃ کا قیام:

ازروئے قرآن ایک اسلامی مملکت کے فرائض میں سے یکساں نظام زکوۃ و خمس کا قیام ضروری ہے۔ قرآن مجید میں نص قطعی سے ثابت ہے۔

''الذین ان مکنھم فی الارض أقامو الصلوٰۃ وأتوالزکوٰۃ وأمرو ابالمعروف و نھوا عن المنکر ط واللہ عاقبۃ الامور(8)''

یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں حکومت دے دیں تو یہ نماز قائم کریں، زکوۃ دیں دوسروں کو نیک کاموں کا حکم دیں اور برے کام سے منع کریں اور انجام تو اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

عہد رسالت کا نظامِ زکوۃ

عہد نبی ﷺ اور خلفاء راشدین کے دور میں یکساں نظام زکوۃ کا تصور ہی ملتا ہے اور تمام مستحقین کی امداد حاکم وقت کی جانب سے بیت المال سے کی جاتی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق (رض) کے دور میں کچھ لوگوں نے سرے سے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور کچھ لوگوں نے زکوۃ حکومت وقت کو دینے کے بجائے خود ادا کرنے کا کہا۔ حجرت ابو بکر صدیقؓ نے اعلان کیا کہ زکوۃ حکومت وقت کو جمع کرائی جائے اور نہ کرانے والے سے جبراً زکوۃ کی وصولی کا حکم کیا۔

وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللهِ لَوْ مَنَعُوْنِىْ عَقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺلَقَاتَلْتُهُمْ۔

"اللہ کی قسم! میں اس شخص سے جہاد کروں گا جس نے نماز اور زکوۃ کے درمیان تفریق ڈالی، زکوۃ تو مال کا حق ہے۔ واللہ! اگر انہوں نے ایک رسی بھی روکی جو وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیتے تھے تو اس کے نہ دینے کی وجہ سے ان سے جنگ کروں گا۔"

اسلامی میں زکوۃ کا تصور اور معاشرے میں غریبوں کا معیار زندگی کو بدلنے کا ہے۔ یکساں نظام زکوۃ ہی معاشرے کے غرباء کا نظام زندگی بدلنے کا موثر ذریعہ ہے۔ اگر یکساں نظام زکوۃ کا تصور نہ ہو تو عاملین زکوۃ کے متعین کرنے کا کیا حاصل ہے حالانکہ مصارف زکوۃ یہاں عاملین زکوۃ کو احکامات کو مستقل بیان کیا کیونکہ یہ حکومت کی جانب سے لوگوں سے زکوۃ وصول کرتے اور بیت المال میں جمع کراتے۔

مشہور فقیہ ابو بکر جصاص کا مسلک یہی ہے کہ زکوۃ کی وصولی حکمران کا حق ہے کہ حکومت خود زکوۃ وصول کرے اور مصارف پر خرچ کرے۔ (احکام القرآن للجصاص)

کتب حدیث میں زکوۃ کے متعلق مستقل ابواب قائم کیے گئے ہیں۔ جن میں ائمہ حدیث نے متعدد احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ جن میں زکوۃ کے احکامات، ادا کرنے پر خوشخبریاں، نہ ادا کرنے وعیدوں کا بیان ہے۔

اسلام یہ نہیں چاہتا کہ دولت کسی ایک گروہ کی ٹھیکیداری میں آجائے یا سوسائٹی میں کوئی ایسا طبقہ پیدا ہو جائے جو دولت کو زانہ بنا بنا کر جمع کرے "بلکہ وہ چاہتا ہے کہ دولت سیر و گردش میں رہے اور زیادہ سے زیادہ قوم کے تمام افراد میں پھیلے اور منقسم ہو۔

یہی وجہ ہے کہ جہاں اسلام نے اپنے پیروکاروں کو رزق حلال کمانے کی پوری آزادی دی اور کوئی حد مقرر نہیں کی بلکہ یہ فرمایا کہ جائید اد یا بینک بیلنس پر کوئی حد مقرر نہیں کی وہاں اس نے یہ بھی لازم قرار دیا ہے کہ اپنی کمائی کا ایک خاص حصہ مسکینوں، یتیموں، بیوائوں اور دیگر حاجت مندوں کے لیے وقف کر دیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں سے اس کے تمام بندے مستفید ہو سکیں اور خالق، مخلوق کے درمیان ایک مسلسل ربط قائم رہے اور شریعت نے مال داروں کے مال میں غریبوں کا حق متعین کیا ہے کہ کسی مال دار کا کسی غریب پر احسان نہیں ہے۔

اور ان تمام مصارف کا بھی ذکر کیا کہ یہ زکوۃ آپ کن کن کو دے سکتے ہیں۔

مصارف زکوۃ

Vol.5 No. 2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

قرآن مجید میں ہے کہ

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ(9)

”صدقات (زکوۃ، عشر) فقیروں کے لیے ہیں اور مسکینوں کے لیے، اور ان کے وصول کرنے والوں کے لیے اور ان کے لیے جن کے دلوں میں الفت ڈالنا مقصود ہو اور گردن چھڑانے میں، قرض داروں کے لیے ،اور اللہ کی راہ (جہاد فی سبیل اللہ) میں اور مسافروں کے لیے فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ علم وحکمت والا ہے۔“

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ کسی شہر میں آدمی بھوکا سو گیا تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت اس شہر سے اٹھالی جاتی ہے۔ (مسند امام احمد)

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اسلام کے اس معاشی نظام کے تحت نہ کوئی مسلمان بھوکا رہے گا اور نہ کوئی غیر مسلم۔ نبی کریم ﷺ نے ہجرت مدینہ کے بعد مہاجرین و انصار میں جو مؤاخات قائم کی دراصل وہ معاشرے میں معاشی عدم توازن کے خاتمہ کی بنیاد تھی۔

آپ ﷺ کے آخری ایام میں جزیرہ نما عرب میں سیاسی انقلاب کے ساتھ ساتھ معاشی انقلاب بھی مستحکم ہو گیا تھا اور حضرت عمرؓ کے دور میں یہ نظام زکوۃ مزید وسیع ہوا اور اس میں کئی اصطلاحات بھی کی گئیں۔ آخر وہ وقت آیا کہ مسلم معاشرہ میں زکوۃ دینے والوں کی تعداد زیادہ تھی اور لینے والوں کی تعداد کم تھی۔ آج معاشرے میں عدم توازن زکوۃ کی عدم ادائیگی اس کی ایک بڑی وجہ ہے۔ آج بھی اگر زکوۃ کے نظام کو یکساں طور پر نفاذ کیا جائے تو معاشرے میں غربت کا خاتمہ جلد ممکن ہو گا۔

اللہ تعالیٰ نے ان مصارف کی کیفیت اور نوعیت کو بھی بیان کیا کہ یہ کس طبیعت کے مالک ہیں اور کتنے ضرورت مند ہیں فرمایا:

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِى الْاَرْضِ ۖ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۚ لَا يَسْاَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ(10)

”خاص طور پر مدد کے مستحق وتنگ دست لوگ ہیں جو اللہ کے کام میں ایسے گھر گئے ہیں کہ اپنی ذاتی کسب معاش کے لیے زمین میں کوئی دوڑ دھوپ نہیں کرسکتے۔ ان کی خودداری دیکھ کر ناواقف آدمی گمان کرتا ہے کہ یہ خوش حال ہیں۔ تم ان کے چہروں سے ان کی اندرونی حالت پہچان سکتے ہو۔ مگر وہ ایسے لوگ نہیں ہیں کہ لوگوں کے پیچھے پڑ کر کچھ مانگیں۔ ان کی مدد میں جو کچھ مال تم خرچ کرو گے وہ اللہ سے پوشیدہ نہ رہے گا۔

زکوۃ کی کم از کم حد سال کے اندوختہ مال پر اڑھائی فی صد کی شرح از روئے شریعت مقرر کی گئی ہے لیکن یہ وہ حد ہے جس سے اسلام کے ایک بنیادی رکن کی بجا آوری فرضیت کی حد تک ہوتی ہے اور اس سے پہلو تہی انسان کے ایمان و اسلام کو معرض خطر میں ڈال دیتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل ایمان کے ذمہ ان کے مالوں میں زکوۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔

زکوۃ سے انکار نص قطعی کے مطابق صریحاً کفر و بغاوت اور دائرہ اسلام سے اخراج کے مترادف ہے جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلامی تاریخ کے نازک ترین لمحے میں جب مملکت اسلامیہ چاروں طرف سے گوناگوں آزمائشوں اور فتنوں سے دوچار تھی منکرین زکوۃ کے خلاف اعلانیہ جہاد کیا جنہوں نے صرف زکوۃ سے انکار کیا تھا۔ اس سے یہ بات بغیر کسی ابہام کے نکھر کر سامنے آئی کہ اسلامی نظام میں زکوۃ کی ادائیگی ایک ایسے بنیادی فریضے کا حکم رکھتی ہے جس سے انکار صریحاً بغاوت متصور ہوتی ہے اور ایسا کرنے والوں کے خلاف اسلامی حکومت کے اربابِ اقتدار کے لیے جہاد کرنا فرض ہو جاتا ہے۔

اسلام کا اقتصادی تصور سرمایہ دارانہ اور اشتراکی فکر کی اساس پر استوار کیے گئے اقتصادی تصورات سے یکسر مختلف اور متمیز ہے۔ وہ یہ کہ خالق کائنات نے اس دنیا میں جو چیز بھی پیدا کی ہے وہ انسان کی فلاح و بہبود اور بہتری کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ گویا اموال و املاک اور جائیدادوں کی صورت میں جو کچھ بھی موجود ہے اس سے بنی نوع انسان کا فائدہ مقصود ہے۔

زکوۃ کے مقاصد اور معاشرے پر اس کے اثرات:

1۔ معاشرتی فلاح و بہبود: زکوۃ ایک اہم انفرادی عبادت کے ساتھ ساتھ سماجی فلاح و بہبود کا بہترین نظام بھی ہے۔

2۔ قربت خداوندی: زکوۃ معاشی اور اقتصادی ترقی میں زبردست کردار ادا کرتا ہے اور اپنے مال میں سے شریعت کی جانب سے طے کردہ حصہ اپنے غریب بھائیوں کے لیے دے کر اپنے مال کو پاک کرتا ہے قربت خداوندی حاصل کرتا ہے اور معاشرے میں معاشرتی اقتصادی نظام کو مضبوط کرتا ہے یوں دولت گردش کرتی ہے اور معاشی ترقی تیز ہوتی ہے جس سے پوری امت فائدہ اٹھاتی ہے۔

3۔ معاشرتی ثقاوت میں فرق: زکوۃ لوگوں میں تفریق کو کم کرنے کا سبب ہے اگرچہ تقسیم رزق میں تفاوت موجود ہے لوگوں کی صلاحیتوں اور قابلیتوں میں اختلاف ہے لیکن اس کے باوجود اسلام کا عادلانہ نظام اسے طبقات میں بٹنے نہیں دیتا کہ ایک طبقہ باغ و بہار میں عیش سے گزر بسر کر رہا ہو اور دوسرا طبقہ لاغر اور فاقہ کشی میں انگاروں پر سسک رہا ہو اور جان جانِ آفرین کے سپرد کر رہا ہو اسلام نے نظام زکوۃ میں مال داروں کے مال میں غرباء کا حق متعین کر دی جس کے دینے کے وہ پابند ہیں تا کہ محتاج اپنی ضرورت پوری کر سکے اور اگر کوئی امیر اپنی فرائض کی ادائیگی میں غفلت برتے تو حکومت جبراً غرباء کا حق وصول کرتے ہوئے ان کی دہلیز پر ان کا حق پہنچانے کی ضامن ہے۔ جس کا بہترین حل نظام زکوۃ کے یکساں نظام کا نفاذ ہے۔

زکوۃ کے اموال اور عارف کی تقسیم اللہ تعالیٰ نے خود کی ہے اموال اور خود آپ ﷺ کو رب تعالیٰ نے زکوۃ کی وصولی کے لیے یوں فرمایا:

خُذْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَوٰتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ(القرآن9 - 103)

اس آیت میں حکم ہے کہ اغنیاء سے غرباء کا حق وصول کیا جائے اور ان کا حق ان غرباء تک پہنچانے کا حکم حاکم وقت کو بھی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے متعین کیا ہے دوسری آیت میں ہے۔

وَ فِیۡۤ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الۡمَحۡرُوۡمِ(القرآن:19:60)

اور ان کے مالوں میں حق تھا منگتے اور بے نصیب کا۔

کہ اللہ تعالیٰ نے غربت کا حق مال دار کے مال میں متعین کیا ہے۔ یہ امیر کا کسی غریبب پر کوئی احسان نہیں ہے بلکہ غریب کا حق اس تک پہنچانا امیر اور ریاست کے امیر دونوں کی ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری

اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرض کو عمل میں لانا جس کے بارے میں متواتر آیات نازل ہوئی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰفرماتے ہیں:

اقیموا الصلوٰۃ واتوالزکوٰۃ والرکعوا مع الراکعین(13)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زکوۃ ادا کرنا یہ فرمانبردار مومنین کی صفت جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا:

’’انما یعمر مسجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر واقام الصلوٰۃ و اتی الزکوۃ ولم یخش الا اللہ فعسیَ اُولٰئک ان یکونو امن المھتدین(14) ‘‘

پس مومن ادائے زکوۃ کے ذریعے تعمیل حکم خداوندی کرتا ہے جو کہ شرعاً مطلوب ہے۔

ادائیگی زکوۃ صرف مالی معاونت نہیں ہے بلکہ یہ تقرب الی اللہ کا ذریعہ اور طاعت خداوندی ہے س وجہ سے بندہ اجر عظیم کا امیدوار ہوتا ہے۔

اجرِ عظیم کا استحقاق

اللہ تعالیٰ نے زکوۃ دینے والے کے لیے اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ(15)

اسی طرح دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لٰكِنِ الرّٰسِخُوۡنَ فِى الۡعِلۡمِ مِنۡهُمۡ وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ وَ الۡمُقِيۡمِيۡنَ الصَّلٰوةَ وَ الۡمُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ الۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِؕ۔ اُولٰٓئِكَ سَنُؤۡتِيۡهِمۡ اَجۡرًا عَظِيۡمًا(16)

دوسرا مقصد: تفکرانہ نعمت

درحقیقت مسلمان ادائیگی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کا شکر ادا کرتا ہے کیونکہ نعمت کا شکر ادا کرنا مسلمان پر فرض ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّكُمۡ لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ وَ لَئِنۡ كَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِىۡ لَشَدِيۡدٌ(17)

Vol.5 No. 2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

مسلمان پر نعمت کا شکر اس وجہ سے بھی فرض ہے کہ شکر کے ذریعے اس نعمت میں دوام اور زیادتی برقرار رہتی ہے۔ امام سبکی نے فرمایا "زکوۃ کے مقاصد میں سے اللہ تعالیٰ کا شکر بھیجے۔ اور یہ بدنی اور مالی اعمالمیں عام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ابدان اور اموال کا انعام کیا ہے تو ان نعمتوں کا شکر بھیواجب ہے، ہم جانتے ہیں کہ یہ شکر بدنی ہے اور یہ شکر مالی ہے اور کبھی کبھی اس کا بین بین ہوتا ہے۔ زکوۃ کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضیلت کا اعتراف اور شکر ہے اور یہی نعمت شکر اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اطاعت خداوندی کے مطابق کرنا چاہئے۔

جس سے اطاعت خداوندی بھی ہو گی اور مال میں مزید اضافہ بھی ہو گا

تیسرا مقصد: گناہوں کا کفارہ

زکوۃ ادا کرنے والا کو گناہوں سے صاف کرنا جس کو تطہیر من الذوب کہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

خذمن اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم ان صلوتک سکن لهم والله سميع عليم(18)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ آیت میں وجوب زکوۃ یہ معلل ہے گناہوں کی صفائی کے ساتھ اس کی تاکید ایک حدیث سے بھی ملتی ہے جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عنہ ان النبی ﷺ قال: الصدقة تطفى الخطيئة كما يطفى الماء النار(19)

اور جتنی بھی آیتیں وجوب زکوۃ کے بارے میں وارد ہیں جس سے حکم شرعی اور مقاصد کثیرہ معلوم ہوتے ہیں لیکن ان سب آیتوں کو دو کلموں نے جمع کیا جو کہ محکم ہیں اور وہ دو کلمے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

تطهرهم وتزكيهم بها

اور اسی طرح کے کلمات سے اللہ تعالیٰ کے کلام کا اعجاز بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جس کے الفاظ تو کم ہوتے ہیں لیکن معانی زیادہ ہوتے ہیں اور یہ اس کے مقصود اعظم بھی ہیں۔

چوتھا مقصد: بخل سے نجات

ادائیگی زکوۃ کے ادا کرنے والے کو بخل سے صاف کر دیتی ہے جیسا کہ کاسانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

ان الزكوة تطهرنفس المودى من انجاس الذنوب وتزكى اخلاقه بخلق الجودوالكرم ، و ترک الشح والضن، اذا لنفس مجبولة على الضن باالمال ، فتتعودالسماحة ، ترتاض لاداء الامات وايصال الحقوق الى مستحقيها، قد تضمن ذالک کله قول تعالیٰ(20)

صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم(21)

بخل بہت ہی مذموم مرض ہے جب انسان اس مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس میں کئی گناہ کئی امراض جنم لیتے ہیں مثلاً حب الذات اپنی ذات کی محبت، بقاء اور مال کی کثرت کی محبت وغیرہ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے:

وکان الانسان فتورا(22)

واحضرت الانفس الشح(23)

آخرت کی بے رغبتی اور دنیا کے ساتھ تعلق میں تمام اسباب میں سے بخت سب سے بڑا سبب ہے۔(24)

جیسا کہ حدیث میں ہے:

تعس عبدالدينا وعبدالدرهم وعبدالخميصة، ان اعطى رضى ، و ان لم يعط سخط ، تعس و انتكس ،واذا شيک فلاانتقش۔(25)

اس میں اس شخص کے لیے افسوس کیا گیا جو درھم اور دنیا سے محبت کرتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس شخص کو دنیا کا بندہ قرار دیا ہے جو کہ اخروی عذاب ہے۔

وجوب زکوۃ کی بنیادی شرائط

1۔ اسلام

Vol.5 No. 2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

زکوۃ صرف مسلمان پر فرض ہے۔ بالاجماع کافر پر زکوۃ فرض نہیں، چونکہ زکوۃ پاک کرنے والی عبادت ہے جبکہ کافر اہل طہارت میں سے ہے ہی نہیں۔

2۔ بلوغ اور عقل

یہ شرط احناف کے ہاں معتبر ہے۔ اس شرط کی رو سے بچے اور مجنون کے مال میں زکوۃ واجب نہیں ہو گی کیونکہ بچہ اور مجنون جیسے نماز اور روزے کے مخاطب نہیں۔ ایسے ہی زکوۃ کے بھی مخاطب نہیں۔

3۔ ایسا مال جس میں زکوۃ واجب ہوتی ہے

وہ اموال جن پر زکوۃ واجب ہوتی ہے ان کی پانچ اقسام ہیں:

1۔)نقدین) یعنی سونا چاندی اگرچہ سونا چاندی ڈھلا ہوا نہ ہو۔ کاغذی نوٹ کرنسی کا بھی یہی حکم ہے۔

2۔ معدن (کان) اور رکاز (دفینہ)۔

3۔ سامان تجارت

4۔ غلہ اور پھل۔

5۔ چرنے والے پالتو جانور، جمہور کے نزدیک، جبکہ مالکیہ کے نزدیک ان جانوروں پر بھی زکوۃ ہے جنہیں گھر باندھ کر چارہ دیا جاتا ہے۔

4۔ مال کا نصاب ہونا یا نصاب کی قیمت کے بقدر ہونا۔

نصاب سے مراد وہ حد ہے جو علامت کے طور پر شریعت نے مقرر کی ہے وجوب زکوۃ کی مختلف مقادیر کا خلاصہ یہ ہے کہ

سونے کا نصاب، سونے کا نصاب بیس، 20 مثقال ہے۔

چاندی کا نصاب، چاندی کا نصاب دو سو، 200 دراہم ہیں۔

خشک ہونے کے بعد غلہ اور پھلوں کا نصاب۔ حنفیہ کے علاوہ بقیہ فقہاء کے نزدیک پانچ وسق (653 کلو گرام) ہے جانوروں سے بھیڑ بکریوں کا پہلا نصاب چالیس (40) بکریوں میں ایک ہے۔ اونٹوں میں پانچ کا نصاب میں ایک ہے اور گائے میں تیس گائے میں ایک ہے۔

5۔ مال پر ملک تام ہو

ملکیت سے مراد: کامل صیغہ ہے یعنی انسان اس میں ہر طرح کا کامل اختیار رکھتا ہو نہ کہ صرف تصرف دکھتا ہو جیسے کہ وقف کے اونٹ اس میں تصرف تو ہوتا ہے مگر ملکیت نامہ نہیں ہوتی۔

فقہاء میں ملک کے متعلق اختلاف ہے ملک سے مراد کیا ہے؟ آیا ملک ید (قبضہ) یا ملک تصرف یا اصل ملک۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ ملک سے مقصود اصل ملک اور ملک ید (یعنی چیز پر قبضہ) ہے، یعنی وہ چیز مملوک ہو، لہٰذا وقف کئے ہوئے چرنے والے جانوروں اور وقف کئے ہوئے گھوڑوں پر زکوۃ نہیں ہو گی۔ وغیرہ

6۔ ملک نصاب پر قمری سال کا گزر جانا

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ کسی مال پر زکوۃ نہیں یہاں تک کہ اس پر سال نہ گزر جائے (15) نیز تابعین اور فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ زکوۃ کا اعتبار قمری سال سے ہے شمسی سال سے نہیں جس طرح اسلام کے باقی احکام روزہ، حج کا اعتبار قمری سال سے ہوتا ہے۔ اسی طرح زکوۃ کا حساب بھی قمری سال سے ہی ہو گا۔ (11)

7۔ دَین (قرض) کا نہ ہونا

Vol.5 No. 2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

حنفیہ نے اناج اور پھلوں کے علاوہ بقیہ اموال کی زکوۃ کے لیے قرض نہ ہونے کی شرط لگائی ہے، حنابلہ کے نزدیک سبھی اموال میں شرط ہے، مالکیہ کے نزدیک سونے چاندی کے لیے شرط ہے ان کے علاوہ اناج، جانور اور معدن کے لیے شرط نہیں۔ شافعیہ کے نزدیک اس شرط کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا۔

8۔ مال حاجات (ضروریات) اصلیہ سے زائد ہو

حنفیہ نے اس شرط کا اعتبار کیا ہے یعنی جس مال پر زکوۃ واجب ہو وہ مال قرض اور ضروریات اصلیہ سے فارغ ہو اور جو مال حاجت اصلیہ میں مشغول ہو وہ کالمعدوم ہے۔ جیسے ضرورت کی گاڑی، رہائش مکا مکان اور دیگر ضرورت کی اشیاء اس میں زکوۃ واجب نہیں ہو گی۔

حاجات اصلیہ کیا ہے:

ابن ملک نے حاجت اصلیہ کی وضاحت یہ کی ہے کہ وہ ضرورت کی چیز جس کے ذریعے انسان سے ہلاکت کو دور کیا جائے خواہ حقیقۃً جیسے خرچہ، رہائش کے لیے مکان، جنگی ہتھیار سردی اور گرمی سے دفاع کے لیے کپڑے۔ یا اس سے تقدیراً ہلاکت کو دور کیا جائے۔ جیسے قرض چنانچہ مقروض نصاب کے ذریعے قرض کو ادا کرنے کا محتاج ہے چونکہ اس نے قرض ادا کر کے گرفتاری سے بچاؤ کا سامان کرنا ہے اور گرفتاری، حبس و قید ہلاکت کی مانند ہیں، اسی طرح پیشے کے اوزار، گھر کا اثاثہ، سواری کے جانور، علمی کتابیں بھی اسی قسم میں شامل ہیں چنانچہ اہل علم کے نزدیک جہالت کے مترادف ہے، لہٰذا جب کسی شخص کے پاس دراہم (روپے پیسے) ان حوائج میں صرف کرنے کے لیے ہوں تو گویا وہ معدوم ہیں، جیسے پیاس کے لیے پانی صرف کر دے تو پانی معدوم کی طرح ہوتا ہے اور تیمم جائز ہو جاتا ہے۔(12)

حوالہ جات

(1) (القرآن:9:34-35)

(2) (ابن زکریا، ابی الحسین احمد بن فارس، معجم مقاییس اللغۃ، اتحاد الکتاب العرب بیروت، ج:3، ص:17)

(3) (القرآن، 1:9:91)

(4) (القرآن، 2:43)

(5) (القرآن، 9:103)

(6) (القرآن، 73:20)

(7) (القرآن، 78:41)

(8) (القرآن، 78:41)

(9) (القرآن، 9:60)

(10) (القرآن، 2:273)

(11) البیہقی، ابو بکر، احمد بن الحسین بن علی بن موسی الخسروجردی الخراسانی، السنن الکبری للبیہقی، (4/95)

(12) الزحیلی، وھبہ، الدکتور، الاستاذ۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، ترجمہ مفتی ابرار حسین (3، 177-178) ناشر: دارالاشاعت کراچی)

(13) (البقرہ:2:43)

(14) (التوبۃ: 9:18)

(15) (البقرۃ: 2:277)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

(16) (النساء:4:162)

(17) (ابراھیم: 14:103)

(18) (التوبۃ: 9:36)

(19) الشیبانی، احمد بن محمد بن حنبل، ابو عبد اللہ (المتوفی: 241ھ) مسند احمد، (5/231)، ابو عیسی، الترمذی، محمد بن عیسی (المتوفی: 279ھ) سنن الترمذی فی کتاب الایمان، باب حرمۃ الصلاۃ و قال حدیث حسن۔

(20) الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، علاء الدین (المتوفی: 587ھ) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (ص:6-7) الناشر: دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ: 1406ھ-1986م۔

(21) (التوبۃ: 9:103)

(22) (الاسرا: 17:100)

(23) (النساء: 4:128)

(24) الغفیلی، عبد اللہ بن منصور، کباب نوازل الزکوۃ (ص:48) ناشر: دار المیعان۔

(25) محمد حسن عبد الغفار، کتاب الدر النضید، فی اخلاص کلمۃ التوحید (1/237)، الناشر: دروس صوتیۃ الشبکۃ الاسلامیۃ۔